روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۷/۴۲ | منگل۔ ۸۔ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ ، ۶۔ اخاء ۱۳۷۱ ہش ، ۶۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۲۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں

"جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے .... یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں، اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ ان پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مرد پر بھی اس کے بہت سے حقوق رکھے گئے ہیں۔ بلکہ عورتوں کو گویا بالکل کرسی پر بٹھا دیا ہے اور مرد کو کہا ہے کہ ان کی خبر گیری کر۔ اس کا تمام کپڑا کھانا اور تمام ضروریات مرد کے ذمہ ہیں۔

دیکھو کہ موچی ایک جوتی میں بددیانتی سے کچھ کا کچھ بھر دیتا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس سے کچھ بچ رہے تو جورو بچوں کا پیٹ پالوں۔ سپاہی لڑائی میں سر کٹاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ کسی طرح جورو بچوں کا گذارہ ہو۔ بڑے بڑے عہدیدار رشوت کے الزام میں پکڑے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ عورت کہتی ہے کہ مجھ کو زیور چاہیئے کپڑا چاہیئے۔ مجبوراً بے چارے کو کرنا پڑتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسی طرزوں سے رزق کمانا منع فرمایا ہے۔

یہاں تک عورتوں کے حقوق ہیں کہ جب مرد کو کہا گیا ہے کہ ان کو طلاق دو۔ تو مہر کے علاوہ ان کو کچھ اور بھی دو۔ کیونکہ اس وقت تمہاری ہمیشہ کے لئے اس سے جدائی لازم ہوتی ہے۔ پس لازم ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۰)

درخواست دعا

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد بعارضہ قلب بیمار ہیں اور اب پھر فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ دوستوں سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

یوم تحریک جدید ۲۳ اکتوبر ۹۲ء منایا جائے

۱۔ امراء اضلاع و صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت ۱۹۹۲ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سال رواں ۱۹۹۲ء کا دوسرا یوم تحریک جدید مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء منانے کا اہتمام فرمائیں۔ اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے نیز اس دن خطبہ میں بھی احباب جماعت کو مطالبات تحریک کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اور مطالبات تحریک جدید کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ اور پھر یوم تحریک جدید منانے کی رپورٹ بھی ارسال فرمائیں۔ وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ

○ مکرم فہیم احمد خالد صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۹۲ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور نے نومولود کا نام ازراہ شفقت "نبیل احمد" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری احمد دین صاحب محلہ فیکٹری ایریا کا پوتا اور مکرم چوہدری خلیل احمد باجوہ صاحب آف جرمنی کا نواسہ ہے احباب نومولود کی درازیٔ عمر کیلئے دعا کریں۔

حقیقی توبہ گناہوں سے معافی دلاتی ہے

انتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی)

"خدا تعالیٰ کی طرف سے مکافات عمل کا سلسلہ دنیا میں ایسے باریک طور پر جاری ہے کہ جو شخص اس سلسلہ کا مطالعہ کرتا ہے وہ حیران رہ جاتا ہے اور بعض دفعہ تو یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ توبہ اور معافی کوئی چیز ہی نہیں۔ دنیا میں مکافات عمل ایسی شدت سے جاری ہے اور ایسے باریک در باریک اور پیچیدہ در پیچیدہ طریق پر اور ایسے حمائل طور وہ شکل اختیار کر کے وہ ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کو حیرت آجاتی ہے اور وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اگر دنیا میں یہ سلسلہ جاری ہے تو پھر توبہ اور معافی کے معنی ہی کیا ہوئے۔

بات یہ ہے کہ لوگ زبانی توبہ کو توبہ اور استغفار کو استغفار سمجھ لیتے ہیں اور خیال کر لیتے ہیں کہ جب انہوں نے زبان سے معافی مانگ لی جب انہوں نے منہ سے استغفار کر دیا تو خدا نے بھی ان کو معاف کر دیا ہوگا۔ حالانکہ جو چیز معافی دلاتی ہے وہ زبانی توبہ نہیں بلکہ وہ گہری توبہ ہے جو دل کو چیر دینے والی اور اسے خون کر دینے والی ہوتی ہے وہ توبہ ہو تو انسان مکافات عمل سے بچ سکتا ہے۔ ورنہ ننانوے فیصد لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں جو گناہوں کے بعد توبہ کرتے ہیں مگر ان کی توبہ حقیقی توبہ نہیں ہوتی۔ ان کا استغفار حقیقی استغفار نہیں ہوتا وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ان کا گناہ معاف ہو چکا مگر باریک در باریک راہوں سے انہیں اپنے اعمال کا بدلہ ہی دنیا میں مل جاتا ہے۔ میں نے اس بات کا تجربہ کیا اور بارہا اور متواتر تجربہ کیا ہے۔ بعض دفعہ دس دس پندرہ پندرہ سال کے بعد کوئی شخص پکڑا جاتا ہے وہ اس یہ نہیں سمجھ رہا ہوتا کہ وہ کیوں پکڑا گیا مگر مجھے اس کا دس یا پندرہ سال پہلے کا کوئی واقعہ یاد ہوتا ہے اور میں سمجھ رہا ہوتا ہوں کہ وہ کیوں اس کی گرفت میں آیا۔ میں نے اس بات کو اتنا دیکھا ہے۔ اتنا دیکھا ہے کہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے دنیا میں تدبیر کچھ نہیں۔ تقدیر ہی تقدیر چل رہی ہے"

(از خطبہ فرمودہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۶۔ اخاء ۱۳۷۱ ہش ۶۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء

خُدا تعالیٰ دیکھتا بھی ہے اور سُنتا بھی ہے

اللہ تعالیٰ دیکھتا بھی ہے اور سُنتا بھی ہے۔ اور یہ بات ہماری زندگی کو بہتر بنانے میں سب سے زیادہ مددگار ہے۔ اگر ہم واقعی اس بات پر یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھتا ہے اور ہماری ہر بات سُنتا بھی ہے۔ تو اس یقین کی وجہ سے ہم خدا کے فضل سے کسی گناہ میں ملوّث نہیں ہو سکتے۔ اگر ہم میں سے کسی کے والد۔ والدہ۔ بڑے بھائی بہن یا اور کوئی بزرگ دیکھ رہا ہو تو ہم گناہ اور ہر بُری بات سے اجتناب کرتے ہیں تو پھر جس صورت میں کہ ہمیں یقین ہو کہ خُدا تعالیٰ ہمیں دیکھتا بھی ہے اور ہماری باتیں سُنتا بھی ہے ہم کس طرح گناہ پر جسارت کر سکتے ہیں۔ گناہ تو کیا ہی اس وقت جاتا ہے جب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا۔ یا ہماری بات کا کسی کو پتہ نہیں چل سکے گا۔

خدا تعالیٰ کی دیکھنے اور سُننے کی صفت کا ہمیں ایک اور فائدہ بھی ہے فائدے تو بے حد و بے شمار ہیں۔ لیکن اس وقت صرف ایک اور فائدے کا ذکر کرنا مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے کوئی نیکی کی بات کی۔ تو اگر دل چاہے بھی کہ کسی اور کو بھی پتہ چلے تو یقین یہ ہونا چاہیئے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سب سے بڑی ہستی نے دیکھ لیا ہے۔ کہ ہم نے نیکی کی ہے اور وہی ہستی اس کی جزا دینے والی ہے۔ گویا کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہمیں ریا سے بچا لیتی ہے۔ کوئی دیکھتا ہے تو دیکھتا رہے۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہم محسوس نہیں کرتے۔ آخر وہ نیکی ہم نے کس کے لئے کی ہے۔ خدا ہی کی خاطر تو کی ہے۔ پھر دوسروں سے کیا غرض۔

ہاں اس بات کا اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ کبھی نیکی اس طرح بھی کرنی پڑتی ہے کہ اسے دیکھ کر دوسرے بھی تقلید کریں۔ آپ کی مثال سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اس کا ریا سے کوئی تعلق نہیں۔ ریا تو یہ ہے کہ آپ اپنی نیکی کو اپنی تعریف کے لئے دوسروں کو دکھائیں یا بتائیں۔ یہ جو آپ نے دوسروں کو دکھائی ہے۔ اس سے یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ آپ کی تعریف ہو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ نیکی دوسرے بھی کریں اور نیکی معاشرے میں پھیلتی چلی جائے اور معاشرہ بہتر سے بہتر ہونے لگے۔

خدا تعالیٰ دیکھتا بھی ہے اور سُنتا بھی ہے۔ اور یہ ہمارے ہی فائدے کے لئے ہے۔

تُم جسے جُرم کہہ رہے ہو وہی
میرے ایمان کی علامت ہے
مَیں نے دار و رسن کو چُوما ہے
میرے ہونٹوں کی یہ عبادت ہے

ابوالاقبال

مِری داستانِ غم میں ترا نام آگیا ہے!
سرِ دار سے مرا دل لبِ بام آگیا ہے

مِرے خوش بیان ساقی کی نظر ملی نظر سے
مجھے جامِ جم نہ دو تم مِرا جام آگیا ہے

مَیں کشید کر رہا ہوں جو غم و الم کے ناطے
وہ سحر کا نُور شائد سرِ شام آگیا ہے

مِری رُوح کے سکوں سے یہ اشارہ مل رہا ہے
ترے آستاں پہ شائد یہ غلام آگیا ہے

کہیں دُور ہو تو کیا ہے مِری چشمِ نم کے صدقے
مِرے شب گزیدہ دل میں مہِ تام آگیا ہے

مجھے بزمِ غیر میں بھی بڑی بے رُخی سے دیکھا
یہ چھپا چھپا سا جذبہ سرِ عام آگیا ہے

مِری آرزو میں اب تم کوئی زہر تو نہ گھولو
مَیں سفر پہ اب چلا ہوں کہ سلام آگیا ہے

مِرے منصفوں سے کہہ دو مِرا فیصلہ نہ لکھّیں
کہ نظامِ کہنہ مٹنے کا پیام آگیا ہے

مِری ہر پکار تجھ سے مجھے دُور لے گئی ہے
مِری خامشی کے لب پر ترا نام آگیا ہے

مَیں نسیم جس کی خاطر یہ ستم اُٹھا رہا ہوں
مِری رہگذر میں اس کا بھی مقام آگیا ہے

نسیم سیفی

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں:۔

انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دُعاؤں میں لگا رہے اور کبھی سُستی سے کام نہ لے۔ جس کو خدا تعالیٰ صداقت دیتا ہے وہ گمراہ نہیں ہوتا بعض بڑے بڑے گندوں میں رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتا ہے اور بعض بڑی بڑی صحبتوں میں رہ کر بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کے حضور گرے رہنا چاہیئے۔ ہمارا مرنا اور جینا اللہ کے لئے ہو اور ہمارا سب کچھ اسی کے لئے ہو۔"

(خطباتِ محمود جلد اوّل صفحہ ۶۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

ہر آں کہ بدنیائے دُوں مبتلا است
گرفتارِ رنج وعذاب وعنا است

ہر وہ شخص جو ذلیل دنیا کے پیچھے پڑا ہے۔ وہ رنج۔ عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے۔

بَرَشت آنکہ بر مَوت دارد نگاہ
بُریدہ زِ دنیا دو دیدہ براہ

جو مَوت کی طرف نظر رکھتا ہے وہی آزاد ہے۔ دنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں انتظار میں لگی ہیں۔

سفر کردہ پیش از سفر سوئے یار
کشیدہ زِ دُنیا ہمہ رَخت و بار

مَرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا۔ اور دنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا۔

ان اشعار میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا گیا ہے اور اس بات کا کہ جو شخص اس دنیا پر فریفتہ ہے اور اسی کے آرام و آسائش کا طلبگار رہتا ہے اور اسکی ہر کوشش اسی کے مال و منال کے حصول کے لئے ہے وہ رنج عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے ایک تو اس لئے کہ اس دنیا کے آرام و آسائش کے لئے جو وہ کوشش کرتا ہے اس کا نتیجہ انتہائی طور پر عارضی ہے۔ یہ چیزیں کب تک اس کے ساتھ رہ سکتی ہیں؟ ان کے لئے یہ کوشش بھی بہت کرتا ہے اور زیادہ دیر تک انہیں اپنے پاس بھی نہیں رکھ سکتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے حصول کے لئے اسے جو جو تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ ان کے لئے بھی اسے مشکلات میں سے گذرنا پڑتا ہے اور یہ بات اس کے لئے ایک عذاب سے کم نہیں۔ لیکن چونکہ اس نے ان چیزوں کو یہیں اور اسی دنیا میں چھوڑ جانا ہے اور نہیں معلوم کتنی جلدی وہ انکو چھوڑ جائے وہ بات بھی اس کے لئے سوہان روح ہے صحیح معنوں میں آزاد اور آرام و آسائش کی زندگی وہی شخص بسر کرتا ہے جسے موت ہمیشہ یاد رہتی ہے اور وہ گویا کہ اس دنیا سے کٹ جاتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں دوسری دنیا کے انتظار میں رہتی ہیں۔ یعنی دوسری دنیا میں جانے کے لئے وہ ہمہ تن منتظر رہتا ہے اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسے کسی قسم کا کوئی رنج نہیں پہنچتا۔ اسے زیادہ مشکلات میں سے بھی گذرنا نہیں پڑتا اور اسے اس حسرت کی بھی فکر نہیں ہوتی کہ اس نے جو کچھ کمایا ہے اور انتہائی محنت سے کمایا ہے۔ وہ اس سے چھن جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھن جائے گا۔

صرف ایسا شخص جو اس دنیا سے بچ کر دوسری دنیا کی طرف اپنی نظر لگائے رکھتا ہے وہ حقیقی طور پر رنج عذاب اور تکلیف سے آزاد رہتا ہے۔ ایسا۔ شخص مرنے سے پہلے ہی گویا ایک رنگ میں مر گیا ہوتا ہے اس نے اپنے سفر کا رخ خدا تعالیٰ کی طرف کر لیا ہوتا ہے وہ اسی کی طرف چلتا ہے اور اسی کو اپنی منزل سمجھتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ جو کچھ بھی اس کا اس دنیا میں تھا وہ اس نے دنیا سے الگ کر لیا ہے گویا وہ سارے کا سارا ساز و سامان مال و اسباب اس نے خدا کے لئے وقف کر دیا ہے اور خدا کے لئے ان سب چیزوں کو وقف کرنے سے وہ اسی کی طرف سفر کرنے لگتا ہے اسی لئے جب وہ اس دنیا سے گذر جاتا ہے یا اس دنیا سے جانے لگتا ہے تو اسے کسی قسم کی کوئی حسرت نہیں رہتی۔ نہ اس بات کی کہ اس نے فلاں فلاں چیز حاصل نہیں کی اور نہ اس بات کی کہ وہ فلاں فلاں چیز اب چھوڑ کر جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہماری نظریں ہمیشہ اسی کی طرف لگی رہیں اور ہمارا سفر ہمیشہ اسی کی طرف رہے۔ اسی کو ہم اپنی منزل سمجھیں اور جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے ہم سب اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اسے خدا تو ایسا ہی کر۔

ہماری تاریخ

حضرت مولوی شیر علی صاحب (ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے خوش رہے) فرماتے ہیں۔

۱۸۹۹ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا چارج لینے کے بعد جلد ہی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کے ارشاد کے ماتحت حضرت امام جماعت الثانی نے اس وقت جبکہ آپ کی عمر دس سال کی تھی بندہ کے پاس انگریزی پڑھنی شروع کی۔ پہلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مکان میں جو (آپ کے مکان) کے متصل اس جگہ واقع تھا جہاں آجکل نواب صاحب کا مکان ہے۔ رہتا تھا۔ جب تک میں اس مکان میں رہا۔ حضرت امام جماعت الثانی اس مکان میں پڑھنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ اس کے بعد میں خود حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا اور یہ خدمت بندہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی کے آخری دس سال میں برابر ادا کرتا رہا اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ خدمت حضرت امام جماعت الاول کے شش سالہ دور امامت میں جاری رہا۔ گویا حضور کا سارا پڑھنا اور پھولنا اور بابرگ و بار ہونا میری آنکھوں کے سامنے ہوا۔ آپ ایک نازک پتیوں والے چھوٹے پودے کی طرح تھے۔ جبکہ میں نے پہلی دفعہ حضور کو دیکھا اور یہ پودا میرے دیکھتے دیکھتے جلد جلد بڑھا اور پھول پھل لایا۔ اور وہ حیرت انگیز ترقی کی جس کو دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتیں۔ اور عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی قابل انشاء پرداز ہوتا تو وہ شاید اس حیرت انگیز ترقی کا نقشہ کھینچنے کی کچھ کوشش کرتا۔ لیکن میں تو اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ اس بات کی شہادت دوں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کے (-) پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ اس کو میں نے اپنی آنکھوں سے لفظ بلفظ پورے ہوتے دیکھ لیا۔ مجھے اپنی زبان کی کمزوری اور قلم کی ناتوانی پر افسوس آتا ہے جو صحیح نقشہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ لیکن میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کچھ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ بس نے بچپن سے ہی حضور میں سوائے اوصاف حمیدہ اور خصائل محمودہ کے کچھ نہیں دیکھا۔ ابتدا میں ہی آپ میں نیکی کے انوار اور تقویٰ کے آثار پائے جاتے تھے جو آپ کی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اور زیادہ نمایاں ہوتے گئے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص میرے اس بیان کو خوش اعتقادی پر محمول کرے۔ اس لئے میں آپ کے بچپن کی ایک بات کا ذکر کرتا ہوں جس سے ناظرین خود حقیقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں

آپ کو بچپن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہدایت فرمائی تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے کی چیز نہ لینا یہ ایک ہدایت تھی جو حضرت اقدس نے اپنے بچے کو دی۔ اب دیکھیئے کہ وہ خورد سال بچہ حضرت اقدس کی اس ہدایت کی کس طرح تعمیل کرتا ہے۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ ابتدا میں حضور بندہ کے مکان پر پڑھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ اور وہ مکان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہی مکان تھا جو حضور کے رہائشی مکان کے بالکل متصل بلکہ حضور کے گھر کے ساتھ ملحق تھا ہم غالباً تین سال اس مکان میں رہے اور اس تمام عرصہ میں حضرت امام جماعت الثانی بندہ کے پاس پڑھنے کے لئے تشریف لاتے۔ اور جب کبھی آپ کو پیاس لگتی تو آپ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے جاتے اور اپنے گھر سے پانی پی کر پھر واپس تشریف لاتے۔ خواہ کیسا ہی مصفا پانی کیسے ہی صاف ستھرے برتن میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ آپ اسے نہ پیتے۔ صرف اس لئے کہ حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو ہدایت تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے پینے کی چیز نہ لینا۔ اب بظاہر تو یہ ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک چھوٹا سا آئینہ ہے جس میں ہمیں حضور کی اس وقت کی شکل صحیح رنگ میں نظر آ سکتی ہے۔

اول دیکھیئے کہ حضور اس بچپن کے زمانہ میں بھی حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی کیسی کامل اطاعت کرتے اور کبھی بھی اس کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ دوسرے دیکھیئے کہ وہ اس اطاعت میں کس درجہ کی احتیاط سے

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون سین

سیلاب / بیرونی امداد

پاکستان میں بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے جو تباہی آئی ہے وہ گذشتہ پچاس ساٹھ سالوں میں ہر قسم کی تباہی سے زیادہ ہے لیکن حکومت اب تک یہی کہتی رہی ہے کہ ہم اپنے حالات کو عالمی برادری کے سامنے رکھیں گے لیکن ہم کسی سے مدد مانگنے کے لئے تیار نہیں۔ اب اسلام آباد میں تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ شائد اس فیصلے پر نظر ثانی کی جانے والی ہے۔ اور عالمی برادری سے مدد مانگ لی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنا نقصان ہوا ہے اسے پورا کرنے کے لئے اگر پاکستان اپنے ہی وسائل پر بھروسہ کرے تو خاصا لمبا وقت لگے گا۔ اور جیسا کہ سب جانتے ہیں جتنا زیادہ وقت لگے گا اتنی ہی لوگوں کی مشکلات جاری رہنے کا امکان ہوگا۔ اگر اس نقصان کو جلد پورا کر دیا جائے اور بحالی کے کام میں تاخیر نہ ہو تو یقیناً سب لوگ پھر سے اپنی زندگی کو معمول کے مطابق گذار سکیں گے اور پاکستان اپنی ترقی کی راہ پر گامزن رہے گا۔ اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب ساری دنیا ایسا کرتی ہے کہ ضرورت کے وقت عالمی برادری کی مدد حاصل کر لیتی ہے اور عالمی برادری بھی ایسے مواقع پر اپنے بھائیوں کی مدد کرتی ہے تو پھر پاکستان ایسا کیوں نہ کرے۔ ویسے تو وفاقی حکومت کی کیبنٹ کمیٹی ہمہ وقت اس بات پر غور کرتی رہتی ہے کہ کس طرح اپنے ہی وسائل سے بحالی کی جائے۔ لیکن جوں جوں اس پر غور کیا جاتا ہے بحالی کے اخراجات بڑھتے نظر آتے ہیں۔ اور وہ ان حدود کو چھونے لگتے ہیں۔ جہاں تک ہمارے اپنے ہاتھ نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی نہ کسی وقت ضرورت پیش آئے گی کہ عالمی برادری کو اپیل کی جائے کہ وہ ہمارا ہاتھ بٹائے۔

برطانیہ کا شاہی خاندان

جان میجر نے بالمورل میں عارضی قیام شروع کیا (عارضی قیام سے مراد ہے ہفتہ کے آخری دن کے لئے) تو ان کے کانوں میں یہ آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ شاہی خاندان کو جو رقوم ادا کی جاتی ہیں ان کو کم کیا جائے ایک کنزرویٹو ممبر آف پارلیمنٹ نے کہا کہ جہاں تک ٹیکس ادا کرنے والوں کی ادا کردہ رقم کا تعلق ہے اس میں سے ملکہ اور شہزادہ ویلز کو تو رقوم ملنی چاہئیں۔ لیکن اور کسی کو نہیں اور لیبر پارٹی کے ایک پارلیمانی سینئر ممبر نے کہا کہ بادشاہت کو یکسر ختم کر دینا چاہئے اور ان سب سے کہنا چاہئے کہ وہ اپنے گذارے کے لئے کام کریں۔ بالمورل میں ہفتہ کا آخری دن گذارنے کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ شاہی خاندان کا قرب نصیب ہو لیکن اب جان میجر کو ایسے وقت میں یہ قرب نصیب ہوا ہے کہ یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ شاہی خاندان کے جن افراد کو رقوم ادا کی جاتی ہیں ان کی فہرست کم کرنی چاہئے کیونکہ اب وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ فہرست طویل سے طویل تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مائیکل انکرام جو کنزرویٹو پارٹی کے بیک بنچرز کی دستوری کمیٹی کے صدر ہیں نے کہا کہ عوام الناس تبدیلی مانگتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ وہ فہرست جو شاہی خاندان کے ان افراد کی ہے جنہیں رقوم دی جاتی ہیں کس طرح طویل سے طویل تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ہمارا اصل مقصد تو ملکہ اور ان کے جانشین سے ہے۔ یہ بات انہوں نے بی بی سی کے ریڈیو چینل ۴ کے ایک انٹرویو کے پروگرام میں کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ برطانیہ ایک ریپبلک بن جائے۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ موجودہ وزیر اعظم ملکہ کو یہ نصیحت نہیں کر سکیں گے یعنی یہ قدم ابھی اٹھایا جانا آسان نہیں لگتا۔ اگرچہ اس میں کیا شک ہے کہ اگر یہ آواز بلند سے بلند تر ہونی شروع ہو گئی اور برطانیہ کے عوام کی اکثریت نے یہ چاہا کہ برطانوی بادشاہت کو ختم کر دیا جائے۔ تو یقیناً زمانہ کے حالات کے مطابق ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

کابل کی حالت

جب ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تھا۔ اور وہاں کمیونسٹ حکومت قائم کر دی تھی اس وقت پاکستان اور سوویت یونین جسے اب روس کہنا مناسب ہو گا۔ کے تعلقات خراب ہو گئے تھے۔ لیکن اقوام متحدہ کے ماحول میں گذشتہ سوموار کے روز پاکستان اور روسی فیڈریشن کے وزراء نے اس بات پر اتفاق کیا۔ کہ نہ صرف تعلقات بہتر ہونے چاہئیں۔ بلکہ بہتری کی طرف جلد جلد قدم اٹھانے کی ضرورت ہے دونوں وزراء پاکستان کی طرف سے محمد صدیق کانجو اور روس کی طرف سے اندرے کوزیریف ANDRI KOZYREV نے اس خیال کا اظہار کیا کہ افغانستان کا جھگڑا ختم ہو جانے کی وجہ سے اب فضاء خاصی بہتر ہو چکی ہے اور اس فضاء میں دوستانہ تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کے قوی امکانات موجود ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں سوویت یونین کے ایک لاکھ فوجی اقوام متحدہ کے جنیوا معاہدے کے مطابق افغانستان سے واپس گئے تھے۔ دونوں وزراء نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اعلیٰ سطحی دورے حالات کو مزید بنانے میں خاصے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ مسٹر کانجو نے ماسکو کی اس اقتصادی مدد کا ذکر کیا جو گذشتہ وقتوں میں پاکستان کو دی گئی تھی۔ اور اس امید کا اظہار کیا کہ ایسی باتیں تعلقات کو زیادہ مضبوط بنا سکتی ہیں۔ دونوں وزراء نے اس بات کا اظہار کیا کہ افغانستان کو ایک آزاد خودمختار ملک ہونا چاہئے۔ اور اس امید کا بھی اظہار کیا کہ اگرچہ یہاں ایک لمبے عرصے تک لڑائی رہی ہے اور اب بھی مختلف دھڑے ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں لیکن جلد ہی حالات بہتر ہو جائیں گے۔ مسٹر کانجو نے مسٹر کوزیریف کو بتایا کہ پاکستان وسطی ایشیاء کی ریاستوں میں اپنے نفوذ کو کسی طرح بڑھا رہا ہے۔ اور کس طرح ان کے ساتھ بہتر تعلق پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے مسٹر کوزیریف نے یہ تفاصیل سن کر مسرت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہمیں اس بات سے خوشی ہے کہ پاکستان ان ریاستوں کے ساتھ تعلقات پیدا بھی کر رہا ہے اور مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوششوں میں بھی مصروف ہے۔

روس پاکستان تعلقات

کابل سے آمدہ اطلاعات کے مطابق کہا گیا ہے کہ کابل کے ماحول میں سنی اور شیعہ افغان دھڑوں نے ایک دوسرے کے ٹھکانوں پر راکٹوں کی بارش برسائی ہے۔ اور ایسا گذشتہ چار روز سے ہو رہا ہے۔ اگرچہ حکومت نے جنگ بندی کا معاہدہ تو کروا دیا تھا۔ لیکن وہ قائم نہیں رہ سکا۔ اور دونوں دھڑوں نے ایک دوسرے پر پھر راکٹ برسانے شروع کر دئے ہیں۔ ایران کی پشت پناہی رکھنے والے شیعہ حزب وحدت نے سعودی عرب کی پشت پناہی رکھنے والے سنی اتحاد اسلامی پر راکٹ برسائے اور کہتے ہیں کہ یہ راکٹ ہر تین چار منٹ کے وقفے سے برسائے جا رہے ہیں۔ وزارت دفاع کے ایک نمائندے نے بتایا ہے کہ حکومت اس بات میں تو کامیاب ہو گئی تھی کہ دونوں دھڑوں جو آپس میں انتہائی اختلاف رکھتے ہیں جنگ بندی ہو جائے اور دونوں دھڑوں کے کنٹرولر اس جنگ بندی کو پسند بھی کرتے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ کمانڈروں کی خواہش یہی ہے کہ وہ لڑائی جاری رکھیں اور راکٹ برساتے رہیں۔ کابل کے شہر میں بھی راکٹ گرتے ہیں تو نہ صرف عمارتوں کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں۔

جیسا کہ قارئین جانتے ہیں اس سے پہلے جو راکٹ برسائے گئے ہیں ان کے نتیجہ میں ہزاروں افراد مارے بھی گئے اور دیگر ہزاروں افراد زخمی بھی ہوئے۔ چنانچہ ایک وقت میں کہا جاتا تھا کہ وہاں پر ہسپتالوں میں زخمیوں کے لئے کوئی جگہ موجود نہیں ہے یعنی اتنے زخمی داخل کئے جا چکے ہیں کہ مزید زخمیوں کو داخل کرنا ممکن نہیں اور یہ لوگ برآمدوں ہی میں بنچوں پر لٹا دئے جاتے ہیں۔

"ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے۔ روحانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اور جسمانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے۔ اس لئے اس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے۔ دعا اصل ہے۔ دعا ہی کے ذریعے ہم خدا سے تعلق جوڑتے ہیں۔ اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری محمد شریف خالد

حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب

۷۔ نومبر ۱۹۴۸ء کو لاہور کے اخبار نویسوں کو ربوہ کے قیام کے متعلق حضرت امام ثانی (جماعت احمدیہ) بانیٔ ربوہ کی قیادت میں جناب ناظر امورِ خارجہ حضرت عبدالرحیم درد صاحب کی دعوت پر بریفنگ (Briefing) کے لئے ربوہ مدعو کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ بحوالہ "لاہور" مورخہ ۱۹۔ ستمبر ۱۹۹۲ء میں جناب سید محمود اللہ صاحب کا ذکر یوں ہے۔ "......

اس بے آب و گیاہ میدان میں نصب انہی خیموں میں سے ایک سے ڈائننگ روم (Dining Room) کا کام لیا گیا۔ اس طہرانے کے مہتمم اور مدار المہام سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول تھے۔ کھانے کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ نے پریس کے نمائندوں سے خطاب کے دوران میں بتایا ......"

۲۶ ستمبر ۱۹۹۲ء کے الفضل میں شیخ مبارک احمد صاحب کے مضمون "قومی لباس" میں حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب کا کچھ یوں ذکر ہے "حضرت امام جماعت ثانی نے (نومبر ۱۹۳۴ء) کو فرمایا کہ نیروبی سے آج کل مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب رخصت پر آئے ہوئے ہیں۔ اور میری کوٹھی 'بیت الحمد' (قادیان) دارالانوار میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اُن سے مل لینا۔ خاکسار حضور کی دعا لے کر "دارِ امامت" سے رخصت ہوا۔ اور سیدھا دارالانوار حضور کی کوٹھی پہ پہنچا۔ دستک دی اطلاع ہوئی۔ محترم شاہ صاحب نے خاکسار کو اندر بلا لیا۔ اُن سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ ابتدائی تعارف کے بعد خاکسار نے اُن سے ذکر کیا عاجز کو مشرقی افریقہ بطور مربی جانے کا ارشاد ہوا ہے۔ ابھی ابھی حضور سے ضروری ہدایات لے کر اور مل کر آیا ہوں۔ آپ سے ملنے کے لئے بھی حضور نے فرمایا ....."

چنیوٹ سے ۱۷۔ مارچ ۱۹۵۲ء کو جناب شاہ صاحب نے میری ایک چٹھی کے جواب میں مجھے سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کے پتہ پر جب کہ بی ٹی سے فراغت پانے میں ½ ۲ ماہ رہ گئے تھے ایک شفقت نامہ بھیجا جس کے متعلقہ اقتباسات قارئین کی خاطرِ طبع اور جناب شاہ صاحب کی خوبیاں بتانے کے لئے لازمی ہیں پیش ہیں۔ یہ چٹھی ½ ۴۰ سال سے (آپ کی پہلی اور آخری چٹھی) میرے لئے سرمایۂ حیات ہے اور اثاث البیت کے طور جو چند خطوط میرے بعد دستیاب ہوں گے انہی کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فراغت کے بعد آپ کو سکول میں کام پہ لگانے کی میں کوشش کروں گا۔ آپ اپنے علاوہ دوسرے احمدی طلباء کو جو زیرِ ٹریننگ ہوں تحریک فرمائیں۔ اگر وہ سب آجاویں تو کوشش کی جائے گی کہ جس قدر ضرورت ہے اس کے مطابق ان کو کام پر لگا لیا جائے۔ ایک اور بھی کام اگر آپ کر سکیں تو میں ذاتی طور پر ممنون ہونگا اور وہ یہ ہے کہ میو سکول آف آرٹس میں اگر کوئی احمدی طالب علم ہوں تو انہیں تحریک کریں کہ وہ بعد فراغت اپنی خدمات سلسلہ کے لئے وقف کریں۔ کیونکہ ہمیں ڈرائنگ ماسٹر کی بہت ضرورت ہے۔ .... (دعائیں)"

اوپر کے پہلے دو حوالوں سے حضرت شاہ صاحب کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت امام جماعت ثانی کے ایک معتمد افسر تھے۔ ربوہ میں صحافیوں کی تواضع کے لئے آپ کی انتظامی اور موقع کے مطابق مہمان نوازی کی اہلیت کی بناء پر ۷۔ نومبر ۱۹۴۸ء کو آپ ہی کو مامور کیا گیا۔ اور آپ نے ان کو اس بے آب و گیاہ وادی میں بہر طور مطمئن کیا۔ اس وقت آپ چنیوٹ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ جہاں کہ تقسیم ملک کے بعد سکول نے چند سال عارضی قیام کیا آپ کے رفقائے کار میں بڑے مخلص محنتی اور تجربہ کار اساتذہ شامل تھے جن کے چند بڑے نام یہ ہیں۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب، میاں محمد ابراہیم صاحب، صوفی غلام محمد صاحب، عبدالرحمن صاحب بنگالی، چوہدری عبدالرحمن صاحب، چوہدری غلام رسول صاحب، محمد ابراہیم صاحب ناصر وغیرہم۔ یہ ایک فدائیوں کی ٹیم تھی اور جو قلیل گزارہ الاؤنس میں کثیر برکات سے مملو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی اولاد کو ہر قسم کی دینی اور دنیوی ترقیات سے نوازا ہوا ہے۔ میں ان دنوں بھی دفاتر تحریک جدید ربوہ میں کام کرتا تھا۔

اپریل ۱۹۳۴ء کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ محترم شاہ صاحب اسی زمانے میں مشرقی افریقہ میں بطور استاد اپنا علم اور اپنی خوش خلقی بانٹ رہے تھے۔ جب ایک مربی وہاں جانے کے لئے تیاری کر رہے تھے تو حضرت امام ثانی کی دوربین اور وسیع نگاہ نے مشورہ کے لئے ایک ایسے بزرگ کا نام لیا جو کہ مشرقی افریقہ کے تہذیب و تمدن عادات و خصائل سے واقف اور تجربہ کار تھے مندرجہ بالا تینوں حوالے محترم شاہ صاحب کے اعلیٰ اخلاق و صفات کی تاباں جھلک ہیں۔ شاہ صاحب ایک معتمد اور اعلیٰ منتظم تھے۔ دوراندیشی اور اس کے ساتھ ساتھ مناسب احتیاط آپ کا خاصہ تھا۔ منکسر المزاج اور خوش باش اور خوش شکل اور خوش لباس تھے۔ نظم و ضبط کے قیام میں خود نمونہ تھے اور سختی کی بجائے اُن کا نمونہ ہی دوسروں پر اثر کرتا تھا اور انہیں زیادہ وعظ و نصیحت سے کام نہیں لینا پڑتا تھا۔ طلباء اور رفقائے کار سے نہ صرف آپ کو رضاکارانہ تعاون ہی ملتا بلکہ محبت اور عقیدت بھی اُن پر نچھاور ہوتی۔ سکول کی بہتری۔ طلباء کی بہبود اور اساتذہ کی بھلائی اور دلداری آپ کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ ایک اعلیٰ درجے کے تعلیمی ادارہ کی سربراہی کے علاوہ آپ کو جماعتی اہم امور میں شمولیت کے مواقع ملتے رہے۔ آپ اعلیٰ پایہ کے افسر جلسہ سالانہ رہے اور آپ کے رفقائے کار آپ کے ساتھ کام کرکے فرحت محسوس کرتے۔ مکرم شاہ صاحب کے حسنِ اخلاق کے بیان میں یہ چند سطور انتہائی ناکافی ہیں۔ لیکن اس چھوٹے سے نوٹ میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

افسوس کہ مجھے ان کا ماتحت اور رفیقِ کار بننے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی۔ مگر اُن کا حسنِ اخلاق میرے لئے روشنی کی شعاع ہے۔ البتہ ۱۹۵۶ء میں میاں محمد ابراہیم صاحب کی سربراہی میں مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں مکرم شاہ صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے مکرم مسعود احمد صاحب کو چند ماہ پڑھانے کی توفیق ارزانی ہوئی۔

جناب شاہ صاحب کے بلند سے بلند تر درجات کی بلندی کے لئے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ التجا ہے۔ اُن کے بیٹوں اور پوتوں کو حسبِ حال خدمتِ سلسلہ کی توفیق ربِّ کریم کی طرف سے عطا ہے۔ اور وہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ نیز ان کی بیگم محترمہ فرخندہ شاہ صاحبہ کو ۵۰ سال سے خدمتِ سلسلہ کی توفیق ملی ہوئی ہے اور اب بھی وہ رواں دواں اور فیض رساں ہیں۔

ایک چھوٹی سی بات

طیبہ لبنٹری۔ لاہور۔ لکھتی ہیں:

"میں ہر روز الفضل پڑھتی ہوں خاص طور پر ایک چھوٹی سی بات میں بہت سی اچھی باتیں لکھی ہوتی ہیں۔ آپ نے جو کالج والا ایک واقعہ لکھا تھا اور ایکسیڈنٹ والا بہت اچھا لگا۔ مجھے پڑھنے کا بہت شوق ہے ہر وقت کچھ نہ کچھ پڑھتی رہتی ہوں۔ کالج والی بات آپ کے استاد کی پسند آئی اور دل کو لگی۔ جس کو ایک دفعہ پڑھنے کا شوق پڑ جائے وہ پڑھے بغیر رہ نہیں سکتا اور اس سے علم میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ ایک چھوٹی سی بات والا بہت اچھا ہے۔

ایک مرتبہ ہمارے گھر کچھ مہمان آئے ان کی دو بیٹیاں تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کہنے لگی امی بھوک لگی ہے بار بار یہی کہتی جائے میں نے کہا باجی اس کو کچھ کھانے کو دیں۔ اس کو بھوک لگی ہے تو وہ کہنے لگیں کہ نہیں اس کو کھانے کی بھوک نہیں ہے بلکہ جو یہ چاہتی ہے یا جس چیز کی اس کو ضرورت ہوتی ہے اس کو یہ کہتی ہے کہ بھوک لگی ہے اس بات سے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ واقعی انسان صرف کھانے کا بھوکا نہیں ہونا چاہیئے وہ بڑا ہو یا چھوٹا بچہ۔ بچہ خاص طور پر پیار کا بھوکا ہوتا ہے۔ اور اپنے سے چھوٹے بچے کو پیار کرتا دیکھ کر جل جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے جس سے بچے کی شخصیت پر برا اثر پڑتا ہے اور یہی چیز انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتی ہے۔ ماں باپ کو چاہیئے کہ سارے بچوں کے ساتھ ایک جیسا پیار کریں۔ بچے بہت حساس ہوتے ہیں۔ ہر بات کو نوٹ کرتے ہیں۔ بات تو بہت چھوٹی سی ہے مگر بہت گہری۔ ماں باپ کو خاص طور پر اس بات کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساس بنام بہو

روٹری کلب فیصل آباد کے ہفت روزہ "مشعل" کی ادارت خاکسار کے ذمہ تھی چند سال قبل ایک روٹیرین نے انگلش رسالہ سے ایک مضمون کی کٹنگ مشعل میں چھاپنے کے لئے بھیجی جو چھپ نہ سکی۔ آج پرانے کاغذوں میں مجھے مل گئی۔ اس کا ترجمہ ارسال خدمت ہے۔

بڑی ہی خوبصورت نصیحت ہے تمام بہوؤں کے لئے فائدہ مند اور قابل تقلید ہے ـــــ محمد سعید اختر

پیاری بہو!

۱۔ برادری میں شمولیت پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ اس تمام اثناء میں میں بچے کی نگہداشت کا بوجھ اٹھائے پھرتی رہی ہوں مجھے اس بات پر مسرت ہے کہ آپ میری جگہ فرائض سنبھالنے کے لئے تشریف لے آئی ہیں۔

۲۔ اس تمام عرصہ میں مجھے ان منازل سے گزرنا پڑا۔ جب وہ بچہ تھا تو اکثر و بیشتر مجھے معنوی اور اصطلاحی طور پر اس کے ان تمام زخموں پر جو اس نے کھیل کے میدان میں کھائے، مرہم پٹی کرنا پڑی۔ ادویات سے بڑھ کر میرا ماماتا کا دل اور میری فطری محبت و شفقت اس کے گھائل بدن کو مندمل کرنے میں مؤثر ثابت ہوتے۔

۳۔ جب کبھی اس کی عزتِ نفس مجروح ہوئی یا اس کی خواہشات پامال ہوئیں وہ بھاگتا ہوا میری آغوش میں پہنچا۔ میں نے اسے تسلی و تشفی کے علاوہ یہ بھی باور کروایا کہ زندگی پھولوں کی سیج اور خالہ جی کا واڑہ نہیں۔ زندگی میں جہاں حسین پھول ہیں وہ مسموم کانٹے بھی پائے جاتے ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کیجئے۔ اس تمام تلقین و تشفی اور نصائح کے لا متناہی سلسلہ کے باوجود اسے یہ احساس رہا کہ مجھ سے بڑھ کر اس کا کوئی مربی نہیں۔

۴۔ وہ بچپن کی تمام ناپسندیدہ حرکات کا مرتکب رہا۔ مثلاً اساتذہ سے الجھنا، پڑوسیوں سے لڑنا جھگڑنا اور والد صاحب کی نافرمانبرداری وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اسے ایسی تمام نازیبا صورتوں میں پناہ دی مگر یہ احساس بھی نہیں ہونے دیا کہ اس کے افعال کسی بھی طور پسندیدہ یا قابلِ تعریف تھے۔ اسے سیدھے راستے پر چلانے کے لئے مجھے اپنا زندگی بھر کا تجربہ، سلیقہ اور ذہانت استعمال کرنا پڑی۔ تعلیم، غیر نصابی سرگرمیاں اور تعلیمی و تفریحی سفر کو ان کے پورے محاسن سے کماحقہ شناسا کروانا یقیناً ایک جان جوکھوں کا انتہائی ذہانت کا اور وقت طلب کام تھا۔

۵۔ اسے رغبت والے کھانے فراہم کرنا بالخصوص میری خانہ داری کا ایک سخت ترین اور سخت گیر امتحان تھا۔ جب وہ ابھی بچہ تھا مجھے اپنی قوت متخیلہ کو نازک مراحل سے گذار کر اس کے دل کو بہلانے اور سوچ کو پختہ کار کرنے کے لئے کہانیاں گھڑنا پڑیں۔ یہ سب مختلف علاقائی، سماجی اور مذہبی کہانیاں تھیں۔ جو مجھے اپنی سوچ سے قدرے حالات کے مطابق ڈھالنا پڑیں۔ جوں جوں وہ جوان ہوتا گیا مجھے اس کی عمر اور ذہن کی نشو و نما کے مطابق بتدریج بہتر سے بہتر اخلاقی معیار کی کہانیاں تیار کرنا پڑیں جو اس کی سوچ کے لئے جاذب ہوں خدانخواستہ جب کبھی وہ بیمار ہوا مجھے پہروں اور راتوں اس کے سرہانے بیٹھنا پڑا۔ میں اس قدر پریشان ہوتی تھی کہ اس کی ہر چھینک اور کھانسی مجھے متفکر کر دیتی۔ بسا اوقات کئی راتوں مجھے اس کی بخار سے تپتی ہوئی پیشانی پر پٹیاں رکھنا پڑیں اور جونہی وہ بیماری میں مجھ سے لپٹا میں اسے پیار سے تسلی و تشفی دیتی۔

۶۔ یقیناً یہ مراحل اذیت اور انتہائی خوشی و راحت کے ملے جلے لمحات تھے۔ اپنے فرائض کی بطریق احسن ادائیگی اور ان کی تکمیل مجھے اس وقت ہوئی جب وہ بچے سے بڑھ کر بالغ اور پھر بالغ سے مرد بنا۔ میں اب تھک چکی ہوں میں خلوت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا چاہتی ہوں اور ساتھ ہی اس خدائے عزوجل کا شکریہ بھی جس نے ہمیشہ اپنی رحمتوں کی بارش مجھ پر برسائی۔ مگر میرے بیٹے کو ابھی بھی ایک عورت کی ضرورت ہے جو اسے خلوص بھرا پیار دے۔ جو اسے بوقت ضرورت تسلی و تشفی دے اور جو اسے زندگی میں اعلیٰ ترین مقامات حاصل کرنے کے لئے مائل کرتی رہے اور یہ امر باعث مسرت ہے کہ یہ مطلوبہ عورت اسے آپ کی ذات میں مل گئی ہے۔

۷۔ مجھے وثوق ہے کہ آپ اس کی اسی طرح نگہداشت کریں گی جس طرح کہ وہ آپ کی کرتا ہے۔ میں نے وہ طویل مسافت طے کی ہے جو مجھ سے متقضی تھی مگر میں نے اپنا عہد نبھایا ہے۔ اب باری آپ کی ہے۔ میری دعائیں ہمہ وقت آپ کے شاملِ حال رہیں گی جب کبھی مشورہ درکار ہو میں حاضر ہوں۔

۸۔ اگر میرا بیٹا اکثر میری باتیں کرے یا میرے خانہ داری کے سگھڑ پن کی تو اسے نہ ہی اپنی کمزوری و کوتاہی سمجھیں اور نہ ہی اس سے ناراض ہوں۔ کسی شخص کو اس کے عرصہ دراز کے محبت ناموں سے کبھی لاتعلق نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ کبھی مجھ سے مشورے کا طالب ہو تو اسے ماں کا مرید ہونے کا طعنہ نہ دیں۔ آپ کے لئے اس کے دل میں ناقابلِ تغیر اور انقاد پیار ہے اور اسی طرح میرے لئے۔ ہم آپس میں مخالف نہیں اور یہی اس صورتِ حال کا صحیح حل ہے۔

۹۔ میری اور آپ کی ایک قدرِ مشترک ہے اور وہ ہے ہمارا اس کے لئے پیار۔ ان تمام دریاؤں کی طرح جو بالآخر سمندر میں جا گرتے ہیں۔ آئیے ہم دونوں اس کی بہتری کیلئے باہم مل کر کوشاں ہوں۔

فقط آپ کی ساس۔

کس نے کیا کہا؟

ایک رپورٹ کے مطابق گذشتہ ایک سال میں ملک کے مختلف حصوں سے ہزاروں بچے گم ہو گئے۔ تین ماہ کے عرصے میں صرف کراچی سے چار سو بچے (لڑکے اور لڑکیاں) اور لاہور سے گذشتہ ایک ماہ میں ۷۵ اور ایک سال میں ۹ سو بچے لاپتہ ہوئے۔ پولیس صرف گمشدگی کی رپورٹ درج کرتی ہے۔ جس میں لکھا جاتا ہے کہ یہ معاملہ قابلِ دست اندازی پولیس نہیں۔ اسے نہ تو ناکہ بندی کرنا پڑتی ہے اور نہ کسی سے پوچھ گچھ کا تکلف گوارا کرنا پڑتا ہے۔ کسی بھی مقصد کے لئے اغواء ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے جسے کسی بھی متمدن معاشرے میں قبول نہیں کیا جاتا اور بچوں کا اغواء تو اس حوالے سے بھی سنگین ترین جرم ہے کہ جن لوگوں کے بچے غائب ہو جاتے ہیں وہ زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی تمام عمر اسی کرب کے ساتھ بسر کر دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ جرم بتدریج بڑھا ہے اور اب اغواء برائے قتل کے مقابلے میں اغواء برائے تاوان یا بیگار کیمپوں میں لے جانے کے لئے وارداتیں زیادہ ہونے لگی ہیں۔ اغواء برائے تاوان کے زیادہ تر کیسوں میں بچے قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسی خوفناک صورت حال ہے جس پر قانون نافذ کرنے والے ادارے نے کبھی شافی انداز میں توجہ نہیں دی اور محض گمشدگی کے اعلانات کرانے تک ہی معاملہ محدود رہتا ہے ہونا تو یہ چاہیئے کہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہر جرم کیلئے خصوصی تفتیشی سیل ہوتے ہیں ہمارے ہاں بھی اس کا انتظام ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ متاثرہ والدین کو پولیس سے کوئی خاص مدد نہیں ملتی۔ پولیس محض اتمام حجت کیلئے گمشدگی کی رپورٹ درج کر کے خود کو فارغ سمجھتی ہے۔ اغواء ہونے والوں کے والدین اور رشتہ داروں کی اذیت اس لئے بڑھ جاتی ہے کہ خرکار، گداگروں کے جرائم پیشہ گروہ، بچوں کے سمگلر سبھی مصروف عمل ہیں۔ جن کو انسانیت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بچوں کے خلاف اس جرم کے جو اعداد و شمار ظاہر ہوئے ہیں وہ بہت خوفناک ہیں۔ اور پولیس کو خوف خدا سے کام لیتے ہوئے برآمدگی اور تلاش کی کوششوں کے موجودہ نظام میں اصلاح کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی حکومت کو چاہیئے۔ کہ وہ پولیس کے طریق کار میں تبدیلی لانے کے لئے نہ صرف ضوابط تبدیل کرے بلکہ منتخب ایوانوں کے ذریعے ایسی قانون سازی کی جائے جسمیں اغواء کرنے والوں کے لئے موت کی سزا ہونی چاہیئے۔ منشیات فروش، اغواء کرنے والے دونوں ہی موت کے سوداگر ہیں جو گھروں کو اجاڑ دیتے ہیں اور کسی رو رعایت کے مستحق نہیں۔ سب سے زیادہ توجہ پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کی طرف دی جانی چاہیئے۔ یہ رویہ ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا کہ پولیس صرف گمشدگی کی رپورٹ ہی درج کرے اور سماجی فلاحی ادارے کسی بچے کو تلاش کریں۔ تو پولیس ان کی ذمہ داری بھی قبول نہ کرے۔ بتایا جاتا ہے کہ گذشتہ پانچ برس کے دوران ساڑھے چار ہزار سے زائد بچے گم ہو گئے چند ایک کے سوا باقی کا سراغ نہیں مل سکا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو سختی سے نوٹس لینا چاہیئے۔

(نوائے وقت ۲۹ ستمبر ۱۹۹۲ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث فرماتے ہیں:۔

"انسان اپنے زور سے نہ خود اپنے لئے کچھ حاصل کر سکتا ہے نہ دنیا کے لئے کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو اس کی توفیق عطا نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا۔ پس کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے سکھ اور چین اور ان کی بھلائی اور خیر خواہی اور ان کے دکھ کو دور کرنے کے سامان پیدا کرے اور خدا تعالیٰ ہماری مجلسوں کو بھی ایسا بنا دے کہ ان کے نتائج اس عالمین کی بھلائی کے لئے نکلیں اور ظاہر ہوں"۔

(از خطبہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۷۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

جو دوست وقفِ نَو میں شامل اپنے بچوں کی تصاویر الفضل میں شائع کرانا چاہتے ہیں انکی خدمت میں درخواست ہے کہ پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ اور صاف تصاویر بھجوائیں۔ یاد رہے کہ رنگین فوٹو ہو تو اخبار میں تصویر واضح نہیں آتی۔
(ادارہ)

مدیحہ عظیم قریشی بنت محمد عظیم قریشی
امریکہ

روبینہ رفیق احمد بنت رفیق احمد
ربوہ

نوید الرحمن ابن حفاظت الرحمن
قریشی - لاہور

اعجاز احمد ظفر ابن وسیم احمد ظفر
ربوہ

امجد محمود طاہر ابن محمد شفیع
تترمانی آزاد کشمیر

فتیحہ احسان بنت احسان اللہ چیمہ
۱۴۱ مراد ضلع بہاول نگر

تصور احمد ابن منور احمد
۱۴۱ مراد ضلع بہاول نگر

محمد سرور جاوید ابن محمد انور جاوید
چک ۱۴۱ مراد ضلع بہاول نگر

نبیلہ احمد بنت خلیل احمد چیمہ
چک ۱۴۱ مراد ضلع بہاول نگر

عالیہ نثار بنت نثار احمد خاں
ربوہ

اسماء ناصر بنت ناصر احمد
ربوہ

عادل شہزاد ابن منور احمد
چک نمبر ۵۲۲، شیخوپورہ

فائزہ کمران بنت عبدالجبار زاہد
ربوہ

ولید احمد ابن فرید احمد تبسم
دارالرحمت وسطی ربوہ

توصیف احمد ابن شریف احمد
چک ۱۶۷/۱۰ ضلع خانیوال

ملک فراز احمد کھوکھر ابن ملک رزاق
احمد - ربوہ

حمائل ناز بنت محمد سلیم احمد
باغبانپورہ - لاہور

فریدہ سحر بنت محمود احمد خاں
ربوہ

قمر الزمان ابن خلیل احمد
دوڑ ضلع نواب شاہ

محمد سہیل احمد ابن محمد امجد بھٹی
چک ۴۱/۱۶۶ ضلع بہاول نگر

حسن احمد فرخ ابن ملک ناصر احمد
قمر - بوچھال کلاں ضلع چکوال

عمران جاوید نور ابن محمد اکرم
جاوید - دینہ

صنوبر سفیر ابن سفیر احمد
ربوہ

سمیر احمد ابن سفیر احمد
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ ۵ اکتوبر ـ گرمی رخصت ہو رہی ہے ـ تاہم دوپہر کو گرمی ہو جاتی ہے

○ جنوبی افریقہ کے سیاہ فام رہنما پاکستان کے دورہ کے بعد بیجنگ روانہ ہوئے تو وزیر اعظم نے ائرپورٹ پر انہیں الوداع کیا ـ

○ عراق نے کہا ہے امریکہ برطانیہ اور فرانس بھیس بدل کر چوریاں کرتے اور ڈاکے مارتے ہیں ـ سلامتی کونسل میں منجمد عراقی اثاثے ضبط کرنے کی قرارداد کی منظوری شرمناک اور غیر قانونی اقدام ہے ـ

○ افغان لیڈر حکمت یار نے افغان حکومت کو ڈیڈلائن دے دی ہے اور کہا ہے کہ جنرل دوستم کو ۱۱ اکتوبر تک کابل سے نہ نکالا گیا تو دوبارہ حملہ کر دیا جائے گا ـ

○ ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈم کے گنجان آباد علاقے میں ایک اسرائیلی سامان بردار طیارہ گرنے سے ۲۰۰ افراد کی ہلاکت کا خدشہ ہے ـ

○ ایک اخبار نے خبر دی ہے کہ فوج کو سندھ میں اہم شخصیات کی گرفتاری سے روک دیا گیا ہے ـ فوج کی گرفتاریوں کی فہرست میں ایک وزیر مملکت دو صوبائی وزیر اور ایک پیر صاحب کے صاحبزادے شامل ہیں ـ دہشت گردوں اور ڈاکوؤں کی پشت پناہی کرنے والوں میں جماعت اسلامی، ایم کیو ایم، پیپلز پارٹی جئے سندھ اور پی ایس ایف کے کارکنوں کے نام شامل ہیں ـ

○ واپڈا کے ممبر پاور نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بغیر نہ تو خوشحالی آسکتی ہے اور نہ سیلاب روکا جا سکتا ہے ـ

○ سیلاب میں بہہ کر آنے والے بموں نے منگلا ڈیم کو خطرے میں ڈال دیا ہے ـ منگلا جھیل سے توپوں کے متعدد گولے نکالے جا چکے ہیں ـ مزید بموں اور گولوں کی تلاش میں کئی ہفتے لگیں گے ـ آرمی کے غوطہ خوروں کی خدمات حاصل کر لی گئیں ہیں ـ

○ امیر جماعت اسلامی نے کہا ہے کہ حکومت کے ۱۵ وزیر ایسے ہیں جو شراب کے بغیر نہیں رہ سکتے ـ ایوانوں پر سود اور بدکاری کا راج ہے ـ

○ بلوچستان کی حکومت سپیکر ملک سکندر خان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرے گی ـ میر باز محمد خان کھیتران کو نیا سپیکر بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے ـ

○ وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ سیلاب زدگان کو متبادل پلاٹ دیئے جائیں گے ـ ہری پور اور ایبٹ آباد کے سیلاب زدہ علاقوں کے دورے پر متاثرین سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ حویلیاں میں سوئی گیس فراہم کی جائے گی ـ

○ افغانستان کا ایک سی ـ ۱۳۰ طیارہ اغوا کر کے پشاور پہنچایا گیا لیکن حکام نے پشاور میں طیارے کو اترنے کی اجازت نہیں دی ـ رن وے بند کر دیا گیا طیارہ پندرہ منٹ تک فضا میں چکر لگاتا رہا اس کے بعد نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گیا ـ معلوم ہوا ہے اس طیارے میں افغان جرنیل سوار ہیں ـ

○ کشمیر کے جوڑی سیکٹر میں پاکستان اور بھارت میں خونریز جھڑپیں ہوئی ہیں ـ

کاپی پیسٹر کی ضرورت

دفتر الفضل میں ایک کاپی پیسٹر کی ضرورت ہے ـ امیدوار کی تعلیم کم از کم ایف اے ہونی چاہیئے ـ خواہشمند فوری طور پر ملیں ـ (مینیجر الفضل)

بقیہ: صہ ۳ سے آگے ـ

کام لیتے ـ بظاہر حضرت اقدس نے جب فرمایا کہ کسی کے ہاتھ سے کھانے پینے کی چیز نہ لینا تو حضرت اقدس کی مراد ایسی چیزوں سے تھی جو لوگ بچوں کو اپنی محبت اور پیار کے اظہار کے لئے دیتے ہیں ـ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کسی کے برتن سے پانی بھی نہ پینا مگر آپ کی احتیاط اس درجہ کی تھی کہ آپ اپنے گھر کے سوا قادیان میں کسی اور گھر سے کسی گھڑے یا صراحی سے پانی لے کر پینا بھی حضرت اقدس کے حکم کی خلاف ورزی ہی سمجھتے تھے یہی حد درجہ کی احتیاط ہے جسے دوسرے لفظوں میں تقویٰ کہتے ہیں ـ پس آپ کے اسی عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بچپن میں ہی اطاعت اور تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن تھے ـ اور یہی بیج تھا جو آپ کی عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا گیا اور زیادہ واضح اور زیادہ نمایاں شکل میں کمال کے آخری مرتبہ تک پہنچ گیا ـ یہ پانی کا واقعہ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ ہوا ـ اور حضور ہمیشہ اطاعت کے اصول پر مضبوطی سے قائم رہے ـ ممکن ہے کہ کوئی شخص خیال کرے کہ شائد حجاب کی وجہ سے ہمارے گھر سے پانی پینے سے اجتناب فرماتے مگر ایسا نہیں تھا ـ آپ بے تکلفی سے ہمارے گھر میں رہتے اور حضور کی خوش خلقی اور خوش طبعی کی باتیں اس وقت بندہ کے گھر سے نہایت محبت کے ساتھ یاد کرتی ہیں ـ اور جب حضور کے منصب امامت پر سرفراز ہونے کے بعد بندہ کے گھر سے بیعت کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے اس وقت کے بچپن کے واقعات ان کو یاد دلائے کیونکہ حضور کا حافظہ بہت مضبوط ہے ـ

حضرت امام جماعت الثانی کی طالب علمی کا ایک اور واقعہ لکھتا ہوں ـ اس سے بھی آپ کی قلبی کیفیت پر روشنی پڑتی ہے ایک دن کچھ بارش ہو رہی تھی مگر زیادہ نہ تھی ـ بندہ وقت مقررہ پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ـ سیڑھیوں کا دروازہ کھٹکھٹایا ـ حضور نے دروازہ کھولا ـ بندہ اندر آکر برآمدہ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا ـ آپ کمرہ میں تشریف لے گئے ـ میں نے سمجھا کہ کتاب لے کر باہر برآمدہ میں تشریف لائیں گے مگر جب آپ کے باہر تشریف لانے میں کچھ دیر ہو گئی تو میں نے اندر کی طرف دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپ فرش پر سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں ـ میں نے خیال کیا کہ آج بارش کی وجہ سے شاید آپ سمجھتے تھے کہ میں حاضر نہیں ہوں گا اور جب میں آگیا ہوں تو آپ کے دل میں خاکسار کے لئے دعا کی تحریک ہوئی ہے اور آپ بندہ کے لئے دعا فرما رہے ہیں ـ آپ بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے اور دعا فرماتے رہے ـ

مفید اور مؤثر دوائیں

تریاق اٹھرا
فی ڈبی ـ/۱۵ مکمل کورس ـ/۷۵ روپے

نور نظر
اولاد نرینہ کی مشہور گولیاں ـ/۶۲۵ اور ـ/۱۰۰ روپے

زد جام عشق
تیس گولی ـ/۳۰۰ روپے

خورشید یونانی دواخانہ ربوہ

پتہ

ربوہ اور ربوہ کے گردو نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

مقبولیت میں بے مثال · پائیداری میں جواب
[illegible]
امپورٹڈ میٹیریل سے تیار شدہ

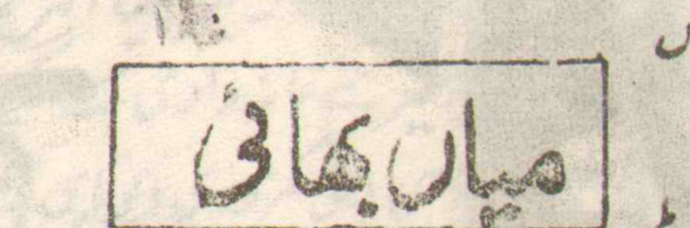

سپیشلسٹ
• پٹہ کمانی
• سلنسر بکس، پائپ
• آٹو ربڑ پارٹس
نیز
موزدکی جنین پارٹس

میاں بھائی

انفنٹری روڈ، لاہور
فون نمبر 223372-223373